تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم
۹ تا ۱۵ مارچ ۲۰۰۰ء
مدیر : حافظ عاکف سعید

مومن کی زندگی کا جامع عنوان : صبر

"اہل ایمان کی پوری دنیوی زندگی ہی کو صبر کی زندگی قرار دیا گیا ہے۔ ہوش سنبھالنے یا ایمان لانے کے بعد سے مرتے دم تک کسی شخص کا اپنی ناجائز خواہشوں کو دبانا' اللہ کی باندھی ہوئی حدوں کی پابندی کرنا' اللہ کے عائد کئے ہوئے فرائض بجا لانا' اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنا وقت اپنا مال' اپنی محنتیں' اپنی قوتیں اور قابلیتیں حتیٰ کہ ضرورت پڑنے پر اپنی جان تک قربان کر دینا۔ ہر اس لالچ اور ترغیب کو ٹھکرا دینا جو اللہ کی راہ سے ہٹانے کے لئے سامنے آئے۔ ہر اس خطرے اور تکلیف کو برداشت کرنا جو راہ راست پر چلنے میں پیش آئے۔ ہر اس فائدے اور لذت سے دستبردار ہو جانا جو حرام طریقوں سے حاصل ہو۔ ہر اس نقصان' رنج اور اذیت کو انگیز کر جانا جو حق پرستی کی وجہ سے پہنچے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر اعتماد کرتے ہوئے کرنا کہ اس نیک رویئے کے ثمرات اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد دوسری زندگی میں بھی ملیں گے' یہ ایک ایسا طرز عمل ہے جو مومن کی پوری زندگی کو صبر کی زندگی بنا دیتا ہے۔ یہ ہر وقت کا صبر ہے' دائمی صبر ہے' ہمہ گیر صبر ہے اور عمر بھر کا صبر ہے"۔

(اقتباس از تفہیم القرآن' جلد ششم)

اس شمارے میں

☆ امیر محترم کا خطاب جمعہ 2
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4
☆ عبادتِ قربانی 6
☆ قرضوں کی جنگ (10) 8
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 9
☆ اطلاع بابت سالانہ اجتماع 11
☆ عالم اسلام 12
☆ متفرقات

معاونین برائے مدیر :
☆ فرقان دانش خان
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زر تعاون -/175 روپے

قیمت : 3 روپے
شمارہ : 10

مسلمانوں اور یہودیوں کی تاریخ میں حد درجہ مشابہت پائی جاتی ہے

یہودیوں کو اپنے بارے میں یہ غلط فہمی ہے کہ وہ اللہ کی پسندیدہ اور چہیتی قوم ہیں

یہود کے پوری دنیا کو جکڑنے کے ہتھکنڈوں کے خلاف علم بغاوت پاکستان ہی میں بلند ہوا

اب دونوں اُمتیں جس عروج کی طرف بڑھ رہی ہیں وہ ایک بہت بڑے تصادم پر منتج ہو گا

امت مسلمہ اور یہود پر عروج و زوال کے دو دو ادوار آ چکے ہیں

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۳/ مارچ ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

سابقہ معزول شدہ مسلمان امت یعنی یہودی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید حسد اور دشمنی کے جذبات رکھتے ہیں۔ انہوں نے نہایت عیاری کے ساتھ پوری عیسائی دنیا کو اپنا تابع کر لیا ہے اور اب عیسائی دنیا ان کی آلۂ کار ہے۔ جن کے ذریعے وہ امت مسلمہ کو مٹانے کے درپے ہیں۔ پاکستان کو اس وقت امت مسلمہ کے امام کی حیثیت حاصل ہے اور اس کا مقابلہ صرف بھارت کی ہندو حکومت سے نہیں بلکہ یہود اور عیسائیوں کی مجموعی طاقت کے ساتھ ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانان پاکستان کو عالم اسلام میں اپنے مقام کا شعور حاصل نہیں ہے۔ اس پس منظر میں میری آج کی گفتگو کا موضوع ہے کہ یہود کون ہیں۔ ان کی تاریخ' پس منظر اور عزائم کیا ہیں۔

دراصل یہودیوں کو اپنے بارے میں کچھ غلط فہمیاں ہیں جس کے باعث تین باتیں ان کی نفسیات کا حصہ بن چکی ہیں :

۱) ہم اللہ کی پسندیدہ قوم (Chosen People) ہیں۔

۲) اصل اور مکمل انسان ہم ہیں' باقی سب انسان نما حیوان (Gentile) ہیں۔

۳) ان انسان نما حیوانات کا استحصال کرنا ہمارا حق ہے۔

پہلی بات کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے کہ وہ ایک خاص زمانے تک اللہ کی چہیتی اور پسندیدہ امت تھے' بعد میں نہیں رہے۔ تاہم انہیں مغالطہ ہے کہ وہ اب بھی اللہ کے پسندیدہ اور محبوب لوگ ہیں حالانکہ نزول قرآن کے وقت بھی ان کا شمار اللہ کی "مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" قوم کے طور پر ہوتا تھا اور قرآن حکیم نے دو مقامات پر دوٹوک انداز میں اعلان کیا ہے کہ یہود کی بداعمالیوں کے باعث ان پر اللہ کی طرف سے ذلت اور مسکنت مسلط کی جا چکی ہے اور وہ اللہ کے غضب کا شکار ہیں۔ چنانچہ امت محمدیہؐ کے برپا ہونے کے بعد انہیں ان کے منصب سے معزول کیا جا چکا ہے۔ یہود کا خیال تھا کہ آخری نبی کی بعثت بھی انہی کی نسل میں ہو گی۔ وہ بنو اسماعیل کو امی (یعنی ان پڑھ)' جاہل اور Gentile سمجھتے تھے۔ لیکن اللہ نے آخری نبی کی بعثت کے

منبر و محراب

لئے اسی اُمی قوم کا انتخاب فرمایا اور ایک نئی امت برپا فرما دی۔ یہی حسد' رنج اور غصہ یہودیوں نے اپنے سینوں میں پالا ہوا ہے۔ اسی صدمے اور حسد کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے سخت ترین دشمن بن گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے عزائم یہ ہیں کہ وہ تمام انسانوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا اور ان پر غلبہ پانا چاہتے ہیں۔

یہود کی تاریخ کم و بیش ساڑھے تین ہزار برس پرانی ہے۔ اس عرصے میں ان پر عروج و زوال کے کئی دور آئے۔ انہیں اپنی نافرمانیوں کی پاداش میں اللہ کے سخت ترین عذابوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہود ایک سخت جان قوم ہے۔ اس صدی کا ہالوکاسٹ ذہن میں لے آیئے جب ہٹلر نے ۶۰ لاکھ یہودی یہودی قتل کرا دیئے۔ لیکن یہ قوم نیست و نابود نہیں ہوئی بلکہ دوبارہ کھڑی ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قوم نے اس جرم عظیم کا ارتکاب کیا تھا جس کی پاداش میں قومیں عذاب استیصال کے ذریعے نیست و نابود کر دی جاتی رہی ہیں۔ اس قوم نے اپنے بس پڑتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھوا کر خود کو اس عذاب کا مستحق کر لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت ان کا عذاب مؤخر کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان میں اٹھا لیا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ نزول کے بعد ان پر اس قانون خداوندی کا نفاذ ہو گا۔

یہود کی تاریخ کو اُمت مسلمہ کی تاریخ کے ساتھ تقابلی موازنہ کے ضمن میں جامع ترمذی کی ایک حدیث کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ فرمانِ رسالت ہے :

"میری امت ان تمام واقعات اور حالات سے گزرے گی جن سے بنی اسرائیل کو سابقہ پیش آیا۔ ان کی یہ مماثلت بالکل ایسے ہے جیسے ایک جوتے (کے تلوے) کو اپنے جوڑے کے دوسرے جوتے (کے تلوے) سے ہوتی ہے"۔

جب قرآن پاک نازل ہو رہا تھا یہودی قوم اس وقت تک دو عروج اور دو زوال کے ادوار دیکھ چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہودی جس دوسرے دور زوال سے گزر رہے تھے وہ بیسویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ بعینہٖ مسلم امہ بھی اب تک عروج اور زوال کے دو دو ادوار سے گزر چکی ہے۔ امت مسلمہ کے دوسرے زوال کی انتہا اس وقت ہوئی تھی جب بیسویں صدی کے آغاز میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا۔ دونوں امتوں کے تیسرے عروج کی ابتداء بھی بیسویں صدی سے ہو چکی ہے۔ یہودیوں کا عروج ۱۹۱۷ء میں بالفور ڈکلیریشن سے شروع ہوا جس کے نتیجے میں ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست اسرائیل قائم ہوئی۔ مسلمانوں کے تیسرے عروج کا آغاز اس وقت سے ہوا جب مسلم علاقے یورپی نو آبادیاتی نظام کے قبضے

سے آزاد ہونا شروع ہوئے۔ اسی دوران ۱۹۴۷ء میں دنیا کے نقشہ پر اسلام کے نام پر ایک ملک پاکستان وجود میں آیا۔ جو گویا ۱۹۴۸ء میں قائم ہونے والے یہودی ملک اسرائیل کے توڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہرکیف ان دونوں امتوں کا یہ عروج ایک بڑے تصادم پر منتج ہو گا جس کی خبر صادق المصدوق آنحضرت ﷺ نے دی ہے۔

اس یہودی مسلم تصادم کی ایک ریہرسل ۱۹۹۱ء میں خلیج کی جنگ میں ہو چکی ہے۔ جب یہودیوں اور اسرائیل کے مفادات کے تحفظ کی خاطر تمام عیسائی طاقتیں مجتمع ہو کر ایک چھوٹے سے اسلامی ملک عراق کے خلاف برسرپیکار ہوئیں۔ گلف وار نے ثابت کر دیا کہ یہودی عیسائی گٹھ جوڑ نے تکمیلی شکل اختیار کر لی ہے۔ پہلی صلیبی جنگیں ایک ہزار سن عیسوی میں ہوئی تھیں اور اب سن عیسوی کے حساب سے دو ہزار برس مکمل ہونے پر صلیبی جنگوں کا از سرنو آغاز ہو چکا ہے۔ انڈونیشیا اور نائیجیریا میں طبل جنگ بج چکا ہے۔ اس سے قبل بوسنیا اور کوسوو میں مسلمانوں کا عیسائیوں کے ہاتھ جو بدترین قتل عام ہوا ہے وہ اسی عالمی تصادم کا ایک حصہ ہے۔ تیسری جنگ عظیم کی طرف حالات تیزی سے بڑھ رہے ہیں جو فی الاصل عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہو گی اور قرائن بتا رہے ہیں کہ مشرق وسطیٰ اس کا میدان کارزار ہو گا۔ تاہم عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف صف آراء کرنے والی شیطانی قوت اصل میں یہود کی ہے جس نے عیسائیوں کو پورے طور پر اپنے تسلط میں لیا ہوا ہے۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کے اس گٹھ جوڑ کو انجام تک پہنچانے میں پاکستان اور افغانستان بنیادی اور اہم کردار ادا کریں گے۔ اس بات کی تصدیق پاک و ہند کی چار سو سالہ تاریخ سے ہوتی ہے کیونکہ دوسری صدی ہجری میں تمام مجددین اسی علاقے میں پیدا ہوئے۔ تحریک خلافت اسی علاقے میں چلی اور پوری دنیا میں خلافت کے خاتمے پر کہیں اتنا دکھ محسوس نہیں کیا گیا جتنا یہاں کے مسلمانوں کو ہوا۔ پوری دنیا میں صرف ایک یہی ملک پاکستان ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا۔ اسی طرح یہود جنہوں نے سیکولرازم، جنسی آزادی اور سودی بینکنگ کے ذریعے پوری دنیا پر سیاسی، سماجی اور معاشی طور پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے، ان کے انہی ہتھکنڈوں کے خلاف پاکستان وہ واحد ملک ہے جس نے علم بغاوت بلند کیا۔ یہاں قرارداد مقاصد کے ذریعے اللہ کی حاکمیت کا اقرار کر کے سیکولرازم کی ڈنکے کی چوٹ پر نفی کی گئی۔ اسی طرح سودی نظام کے خلاف فتوے کی سعادت پاکستان کی عدالت عظمیٰ کے حصے میں آئی اور یہی وہ واحد ملک ہے جسے اللہ نے ظاہری وسائل و ذرائع کے نہ ہوتے ہوئے بھی ایٹمی صلاحیت سے نوازا ہے۔

اس پس منظر میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ صلاحیت ہمارے پاس امت مسلمہ کی امانت ہے اور اسی لئے اسلام دشمن طاقتیں ہمیں اس ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے کے لئے ہمارے گرد گھیرا تنگ کر رہی ہیں۔ چنانچہ ان حالات میں پاکستان کے پاس اپنے استحکام اور امت مسلمہ کی مدد کرنے کا ایک ہی سہ نکاتی ایجنڈا ہے۔ جس کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ قراردادِ مقاصد کے منطقی تقاضے کے طور پر یہاں نفاذِ شریعت کے عمل کو تیز تر کر دینا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اپنی ایٹمی صلاحیت سے کسی بھی صورت پسپائی اختیار نہ کی جائے چاہے ہمیں فاقے کرنا پڑیں۔ اور تیسرے یہ کہ سودی نظام کو فی الفور ختم کیا جائے اور بیرونی قرضوں پر سود دینے سے صاف انکار کر دیا جائے کیونکہ اس کے بغیر ہماری معیشت کے سدھرنے کا مستقبل بعید میں بھی کوئی امکان نہیں۔

ان اقدامات کے دو اچھے نتائج نکلیں گے۔ پہلا یہ کہ ہم افغانستان اور طالبان کے کے مزید قریب آئیں گے اور اس طرح پان اسلام ازم کی طرف ہمارا قدم بڑھے گا۔ دوسرے یہ کہ اس طرح عالمی نظام خلافت کے قیام میں مسلمانان پاکستان امت مسلمہ کی رہبری کا وہ فریضہ ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گے جس کی ان سے توقع کی جا رہی ہے۔ OO

افہام و تفہیم

قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ہونے والے ہفتہ وار درس قرآن کے بعد
حاضرین کے سوالات اور امیر تنظیم اسلامی کے جوابات

۱ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں آنے والے خیالات کو رد کرنے کا طریقہ اور ان خیالات پر مواخذے کی وضاحت فرمائیں۔

ج خیال اور وسوسہ کے بارے میں حدیث کے اندر وضاحت ہے کہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہو گا لیکن اس بات کو منہ سے نہ نکالے۔ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دے رکھا ہے کہ وہ آپ کے دل میں وسوسہ اندازی کر سکتا ہے۔ سورۃ الناس میں فرمایا : ﴿ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴾ جب بھی وسوسہ آئے۔ "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری سوچ، فہم اور عقل سے وراء الورا ہے۔ لہٰذا اس کی ذات کے بارے میں کوئی تصور ہم نہیں کر سکتے۔ بہرحال اس طرح کے وسوسوں پر کوئی گرفت نہیں ہو گی۔

۲ عام طور پر ہمارے ہاں تصور ہے کہ یہ پہلا آسمان ہے جو ہمیں نظر آتا ہے اور اس کے بعد مزید اوپر کی طرف جائیں تو سات آسمان اور پھر عرش ہے۔ اس طرح یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ بہت دور انتہائی بلند اور بعید مقام پر موجود ہے مگر قرآن تو یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟

ج اس مسئلے کے حل کے دو پہلو ہمارے ہاں امت میں رہے ہیں۔ ایک اصحاب ظاہر کہلاتے ہیں وہ اس مسلک کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے تو خاص مقام پر اور بہت دور ہے لیکن ہر جگہ اپنی صفات کے اعتبار سے موجود ہے۔ اس کی سماعت، بصارت اور اس کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے گویا کہ وہ خود موجود ہے۔ ایک یہ تعبیر کی جاتی ہے لیکن میرے نزدیک اس طرح کی شرط لگا دینا درست نہیں ہے۔ صحیح موقف یہ ہو گا جیسے ہم جانتے ہیں قرآن میں آیا ہے کہ اللہ کا چہرہ ہے لیکن ہم نہیں جان سکتے اور ہم تصور نہیں کر سکتے۔ اللہ کے چہرے کی کیفیت کو ہم نہیں جانتے، لہٰذا اس کو ہم اللہ کے حوالے کریں گے۔ قرآن کہتا ہے ید اللہ 'اللہ کا ہاتھ' اللہ کا ہاتھ ہے یقیناً ہے، لیکن یہ کہ ہم کوئی تصور نہیں کر سکتے کہ اللہ کا ہاتھ کیسا ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ ہر جگہ ہے لیکن ہم نہیں جان سکتے کہ کیسے ہے۔ یہ "کیسے" کی بات کو چھوڑ دیجئے، بس وہ ہر جگہ ہے۔ اللہ نے اپنے لئے نفس کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ یحذرکم اللہ نفسہ اللہ تعالیٰ تمہیں

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

تاریخ کے اس موڑ پر اتحاد اور اتفاق ہماری حقیقی ضرورت ہے

سی ٹی بی ٹی کی آڑ میں اسلام دشمن قوتوں کا اصل ہدف پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے محرومی اور دینی قوتوں اور حکمرانوں کو باہم ٹکرانا ہے

پاکستان اس وقت جس موڑ پر کھڑا ہے' کوئی غلط فیصلہ اسے ہولناک تباہی سے دوچار کر سکتا ہے!

اے آمدنت بربادی ماست

مرزا ایوب بیگ' لاہور

تجزیہ

امریکی طریقۂ واردات کو سمجھنے والے لوگ شروع سے یہ کہتے آ رہے تھے کہ کلنٹن لاکھ انکار کرے اور امریکی انتظامیہ جو چاہے کہے بل کلنٹن پاکستان "آوے ای آوے"۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بل کلنٹن ۲۵ مارچ کو اسلام آباد تشریف لا رہے ہیں۔

اگر تاریخ کے ورق پلٹائے جائیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ۱۹۵۹ء میں جب سرد جنگ زوروں پر تھی امریکہ کے لئے سوویت یونین کی عسکری قوت بہت بڑا خطرہ تھی اور سوویت یونین کی شہ پا کر امریکہ کی بغل میں کیوبا نے اودھم مچایا ہوا تھا۔ کمیونزم نے سوویت یونین کے علاوہ پورے مشرقی یورپ کو اپنی مضبوط گرفت میں لیا ہوا تھا۔ بھارت اور سوویت یونین کے تعلقات مثالی تھے۔ بھارت میں کمیونسٹ پارٹی بڑی تیزی سے اپنی جڑیں عوام میں مضبوط کر رہی تھی۔ افغانستان سوویت یونین آف سوشلسٹ ری پبلک کا بغل بچہ بنا ہوا تھا تو کمیونزم کے اس سمندر میں پاکستان کی حیثیت ایک جزیرے کی سی تھی۔ اگرچہ پاکستان سیٹو اور سینٹو جیسے معاہدوں کا فریق بن چکا تھا اور اس حوالے سے امریکہ کا ایک قریبی حلیف تھا' تاہم امریکہ نے یہ معاہدے وارسا پیکٹ کے مقابلے میں کئے ہوئے تھے اور وہ کمیونزم کا توڑ مذہبی نظریات کو پروان چڑھا کر کر رہا تھا۔ پاکستان کی مذہبی جماعتوں خصوصاً جماعت اسلامی کے بارے میں ان دنوں یہ پراپیگنڈا زوروں پر تھا کہ اسے امریکن ایڈ ملتی ہے۔ جماعت اسلامی کو بالواسطہ طور پر امریکن ایڈ ملتی تھی یا وہ کمیونزم کے خلاف تمام کارروائیاں خود اپنے بل پر کر رہی تھی' یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے' بہرحال اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت کی توپوں کا رخ ہمیشہ سوویت یونین کی طرف رہا۔

امریکہ کیمونزم سے اتنا زیادہ خوفزدہ تھا کہ اسے سرخ رنگ سے ہی چڑ ہو گئی تھی۔ اس نے زمینی حقائق کو مکمل طور پر نظرانداز کرتے ہوئے چین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور چین کے مقابلے میں تائیوان کی پشت پناہی شروع کر دی۔ غیرجانبدار تحریک' جس میں دنیا کے ستر سے اسی کے درمیان ممالک شامل تھے اور جس کے کرتا دھرتا مصر اور بھارت تھے' غیر جانب داری کے دعویٰ کے باوجود اس کا جھکاؤ روس کی طرف تھا۔ اس تحریک کے پلیٹ فارم سے اکثر و بیشتر سفید سامراج کے خلاف بات کی جاتی تھی۔

اس صورت حال میں ۱۹۵۹ء میں امریکی صدر آئزن ہاور نے بھارت کا دورہ کیا اور اپنے حلیف ملک میں صرف اس لئے قدم رنجہ نہ فرمایا کہ پاکستان میں اس وقت بھی جمہوریت نہ تھی اور فیلڈ مارشل ایوب خان پاکستان میں جمہوریت کی بنیادیں تلاش کرنے میں سرگرداں تھے۔ پھر ۱۹۷۸ء میں جب جمی کارٹر نے بھارت کا دورہ کیا تو اس سے ایک سال پہلے بھی یعنی ۱۹۷۷ء میں پاکستان میں جمہوریت کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو چکی تھی۔

یہ وہ وقت تھا جب جنوبی ایشیا کو سوویت یونین سے شدید خطرہ لاحق تھا۔ گرم پانیوں تک اس کے پہنچنے کے ارادے واضح ہو چکے تھے۔ بڑے بوڑھوں کا قول نقل کیا جا رہا تھا کہ "روس پنجابے آوے" گا۔ توقع کے عین مطابق اگلے ہی سال یعنی ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین افغانستان میں داخل ہو گیا اور امریکی عسکری ماہرین کے یہ اندازے تھے کہ وہ چند دنوں میں افغانستان کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہوا پاکستان کی طرف بڑھے گا۔ البتہ ان اندازوں کا کیا حشر ہوا' یہ بالکل دوسری بات ہے اور اس وقت زیربحث نہیں۔ علاوہ ازیں جمی کارٹر کے دورہ بھارت کے وقت علاقے میں ایک بہت بڑی تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ ایران امریکہ کے ہاتھ سے جا چکا تھا اور ایشیا میں امریکہ کے مفادات کا نگران شاہ ایران خود جائے پناہ کی تلاش میں تھا' لہٰذا علاقے میں اس وقت پاکستان واحد امریکی دوست تھا لیکن امریکی صدر جمی کارٹر نے غیرجمہوری دوست کو میزبانی کا شرف بخشنے کی بجائے غیرجانبدار بھارت کو ترجیح دی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج' جبکہ سرد جنگ تمام ہو چکی' سوویت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا' مشرقی یورپ کیمونزم سے تائب ہو چکا ہے' بلکہ کیمونزم بحیثیت نظام اپنی ناکامی اور شکست کا اعتراف کر چکا ہے' وارسا پیکٹ حرفِ غلط کی طرح مٹ چکا ہے' امریکہ واحد سپریم پاور ہے اور یہ دنیا اب Uni Polar دنیا کہلانے لگی ہے' امریکہ کے صدر پر کیا آفت آن پڑی ہے کہ وہ جمہوریت کا تیاپانچہ کرنے والے پاکستان کے فوجی حکمرانوں سے ملاقات کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔ جبکہ پاکستان اس وقت اقتصادی لحاظ سے بھی اس قدر کمزور اور ناتواں ہے کہ پہلے کبھی نہ تھا۔ سفارتی لحاظ سے اتنا تنہا وہ پہلے کبھی نہ تھا کہ ترکی جیسے ملک کے لیڈر نے بھی اپنا پاکستان کا دورہ منسوخ کر دیا ہے۔ دفاعی لحاظ سے بھی پاکستان اور اس کے ازلی دشمن بھارت میں کبھی اتنا فرق نہیں تھا۔ ہماری رائے میں ایک غریب'

مقروض، کمزور اور غیر جمہوری مسلمان ملک میں امریکی صدر کی آمد دوستی کی آڑ میں دشمنی ہے۔ وہ پاکستان کو اس کی ایٹمی صلاحیت سے، جو اس وقت اس کی سلامتی کا واحد ضامن ہے، محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دھمکی آمیز رویہ بھی اختیار کریں گے، لالچ اور ترغیب سے اپنا مقصد نکالنے کی کوشش بھی کریں گے۔ فوجی حکومت کو وہ یہ احساس بھی دلائیں گے کہ ان کی عوام میں جڑیں نہیں ہیں اور پاکستان کی سیاسی جماعتیں حسب سابق ہمارے اشاروں پر ناچنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ اور یہ بات کچھ غلط بھی نہیں ہوگی۔ بے نظیر بھٹو آج کل جس طرح کے بیانات داغ رہی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پے در پے صدموں نے پہلے اس خاتون کے اعصاب متاثر کئے، پھر اقتدار اور خاندان سے دوری نے ان کے ہوش و حواس بھی متاثر کئے ہیں۔ وہ عالمی قوتوں اور پاکستان کے حکمرانوں کو جس طرح کے مشورے دے رہی ہیں کوئی مخلص پاکستانی ایسا سوچنا بھی گناہ سمجھے گا۔ محترمہ کلثوم نواز بھی کلنٹن کو مشورہ دے رہی ہیں کہ وہ پاکستان نہ آئیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس سے پاکستان کا بُرا ہونے کی بجائے بھلا ہوگا۔

سی ٹی بی ٹی پر پاکستان کے دستخط حاصل کر کے مسلم دشمن قوتیں دو مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں : ایک پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا اور دوسرا ملک کی دینی قوتوں اور حکمرانوں میں ٹکراؤ کرانا۔ امریکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کسی اسلامی ملک کے حکمران کی یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ اس سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے۔ عراق، لیبیا اور سوڈان کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا ہے اور ایران اپنی اصلاح کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ لہٰذا مسلمان ممالک کے لیڈر حضرات اپنی کرسی کے صدقے امریکیوں کے عزائم میں رکاوٹ نہیں ڈال رہے۔ البتہ دینی تحریکیں اسلام کے حوالے سے عوامی جذبات کو امریکیوں اور ان کے حواریوں کے خلاف مشتعل بھی کر دیتی ہیں اور ان کے راستے کا پتھر بھی بنتی ہیں۔ لیکن اسلامی تحریکوں اور جماعتوں کی کمزوری یہ ہے کہ وہ اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرتے کرتے اقتدار کی کشمکش میں فریق کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں جس سے بیرونی قوتیں ہمارے حاکموں کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں کہ یہ ہمارے ہی نہیں تمہارے تخت و تاج کے بھی دشمن ہیں۔ لہٰذا ہمارے حاکم اپنوں سے بگاڑ لیتے ہیں اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کے اقتدار کا انحصار مکمل طور پر امریکہ اینڈ کمپنی پر ہے۔ اس کشمکش سے بیرونی قوتیں بھرپور فائدہ اٹھاتی ہیں۔

حالات کے اس تجزیے کا اصل مقصد یہ ہے کہ پاکستان اس وقت جس موڑ پر کھڑا ہے کوئی غلط فیصلہ، جو ذاتی انا، ضد، انتقام یا اقتدار کے لالچ میں کیا گیا، انتہائی ہولناک ثابت ہو سکتا ہے۔ سیاسی اختلافات کو ذاتی عناد میں بدلا گیا تو ملک کو شدید اور ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ ہم سیاسی سطح پر باہمی اختلافات کو برقرار رکھتے ہوئے بھی بیرونی دنیا کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔ خدارا سوچئے تو سہی! اگر سی ٹی بی ٹی نامنظور کی آواز متحد ہو کر لگائی جائے، اگر مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی فوجی حکومت سے انتخابات کا مطالبہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہنود اور یہود کے مقابلے میں حکومت کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر بات کریں، اگر دینی جماعتیں اسلامی نظام کے مطالبے کے ساتھ اندرونِ ملک منکرات کے خلاف جہاد میں حکومت سے بھرپور تعاون کریں اور اگر حکومت اپنے دشمنوں کو پاکستان کا دشمن نہ سمجھے تو کلنٹن پاکستان آئیں یا نہ آئیں اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہم اس بات کو دہرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ تاریخ کے اس موڑ پر اتحاد اور اتفاق ہماری حقیقی ضرورت ہے۔

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ ہندوستانی ریاست یوپی کی اسمبلی میں مسجد کی تعمیر حکومتی اجازت کی محتاج پر مبنی بل پیش کر دیا گیا۔

✪ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت، ایسی جمہوریت پر ہزار بار لعنت!

☆ سیاست سے تعلق نہیں، کیپٹن صفدر۔ کاروبار چلاؤں گا، حمزہ شہباز (ایک خبر)

✪ "شرافت" سے زندگی بسر کرنے کا اعلان عام!

☆ مسلم لیگی متحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، بتائیں کیا یہ سچ ہے؟ (بیگم کلثوم نواز شریف)

✪ بیگم صاحبہ! "اسبغول تے کچھ نہ پھرول" کی نصیحت پر عمل کریں!

☆ اب وقت آگیا ہے کہ فیصلے مختصر کئے جائیں۔ (چیف جسٹس)

✪ وگرنہ خطرہ ہے کہ عدلیہ ہی "مزید" مختصر نہ ہو جائے۔

☆ امریکہ موجودہ دور کا فرعون ہے۔ (حافظ سعید)

✪ مگر کوئی "موسیٰ" نظر نہیں آتا۔

☆ ایٹمی ہتھیار غیر انسانی اور غیر اسلامی ہیں۔ (قاضی حسین احمد)

✪ قاضی صاحب یار لوگوں کی رائے میں تو ہتھیاروں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، ان کے چلانے والوں کی طرح۔

☆ مجرم الیکشن لڑتے ہیں۔ (عمران خان)

✪ جن میں سے کئی بار بھی جاتے ہیں۔

☆ احتساب کے بغیر الیکشن کرائے گئے تو سابق ارکان اسمبلی ضلعی گورنر بن جائیں گے۔ (علامہ طاہر القادری)

✪ "اس سے بڑا ظلم اور ناانصافی اور کیا ہوگی؟"

☆ ہمارے سیاسی عزائم نہیں بلکہ ہم عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ (جنرل پرویز مشرف)

✪ جنرل صاحب! عوام کی خدمت کا دوسرا نام ہی سیاست ہے۔

☆ اسرائیل طاقت اور اسلحے کی زبان کا استعمال ترک کر دے۔ (سعودی ولی عہد شہزادہ عبد اللہ)

✪ وگرنہ..... ہم یہ بے اثر وعظ کہتے رہیں گے۔

☆ پاکستان کو روشن خیال اور اعتدال پسند ملک بنانا چاہتے ہیں۔ (وفاقی وزیر داخلہ)

✪ کاش اسے ہم نظریہ پاکستان کے مطابق فلاحی ریاست ہی بنا دیتے!

☆ سودی نظام کے حوالے سے شریعت اپیلٹ بنچ کے فیصلے کے خلاف یو بی ایل کی نظر ثانی کی درخواست۔ (ایک خبر)

✪ اس لئے کہ ع "نظام کہنہ کے پاسبانو یہ معرض انقلاب میں ہے"۔

عبادتِ قربانی

تحریر : نوید احمد، کراچی

ہر سال ۱۰ ذی الحجہ کو مسلمانانِ عالم پوری دنیا میں قربانی کی عبادت ادا کرتے ہیں۔ ہر صاحب حیثیت مسلمان پر اس عبادت کی ادائیگی واجب ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس عبادت کا تذکرہ یوں فرمایا :

﴿ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ ﴾ (الحج : ۳۴)

"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کی عبادت مقرر کی تاکہ وہ اللہ کا نام لیں (ذبح کرتے ہوئے) چوپایوں میں سے ان مویشیوں پر جو انہیں اللہ نے بطور رزق عطا فرمائے ہیں۔ پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اسی کی فرمانبرداری کرو اور اے نبی کریم ﷺ بشارت دیجئے عاجزی اختیار کرنے والوں کو"۔

نبی اکرم ﷺ نے اس عبادت کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی کہ :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا))

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عید الاضحیٰ کے دن فرزند آدمؑ کا کوئی عمل اللہ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ (زندہ ہو کر) آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پس اے خدا کے بندو دل کی پوری خوشی سے قربانیاں کیا کرو"۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں آپ نے باوجود حیثیت کے قربانی پیش نہ کرنے والوں کے لئے سخت انداز میں فرمایا :

((مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِاَنْ يُّضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا))

"جو شخص وسعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے"۔

ایک مغالطہ کا ازالہ

موجودہ دور میں مادہ پرستی اور اس کے نتیجہ میں عقل پرستی بڑے عروج پر ہے۔ اسی حوالے سے بعض حضرات نہ صرف عقائد بلکہ عبادات پر بھی عقلی اعتبار سے تنقید کرتے ہیں۔ حج اور قربانی کی عبادات کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ ان عبادات کے لئے مال کا خرچ کرنا در حقیقت وسائل کا ضیاع ہے۔ یہی رقم تعلیم، علاج، غریبوں و محتاجوں کی فلاح و بہبود یا خدمت خلق کے دیگر کاموں پر خرچ کرنی چاہئے۔ اس مغالطہ کے ازالہ کے حوالے سے ہماری معروضات حسب ذیل ہیں :

(ا) اگر کسی معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا واضح حکم قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمارے سامنے آجائے تو پھر کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کے بارے میں اپنی عقل یا سوچ کو استعمال کر کے کوئی برعکس رائے پیش کرے۔ قربانی کی عبادت کے واجب ہونے کے لئے قرآن و حدیث سے دلائل اس مضمون کی ابتداء میں بیان کر دیئے گئے ہیں لہٰذا اوپر بیان کردہ حج کی آیت ۳۴ کی روشنی میں ایک مسلمان کے لئے تو حکم ہے فَلَهٗ اَسْلِمُوْا (اس اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرو) یعنی

There not to reason why
There what to do and die

(ا) دین کے عطا کردہ احکامات کی دو اقسام ہیں کچھ احکامات حقوق اللہ سے متعلق ہیں اور کچھ حقوق العباد سے متعلق۔ حج اور قربانی کی عبادت حقوق اللہ میں سے ہیں۔ رب کریم کا ارشاد ہے کہ :

﴿ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ﴾ (البقرۃ : ۱۹۶)

"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے لئے"۔

﴿ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانعام : ۱۶۲)

"بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے"۔

اس کی اجازت نہیں ہے کہ ہم حقوق العباد کو حقوق اللہ کی Cost پر ادا کریں۔ مغالطہ پیدا کرنے والے حضرات حج اور قربانی کے لئے خرچ کی جانے والی رقم کا جو متبادل پیش کرتے ہیں وہ حقوق العباد سے متعلق ہے۔ اگر اس طرح کا متبادل تسلیم کر لیا جائے تو پھر دین و شریعت کی صورت ہی بگڑ جائے گی۔ یہ بھی کہا جائے گا کہ پنج وقتہ نماز میں روزانہ جو وقت صرف کیا جاتا ہے اسے بھی کسی خدمت خلق کے ایسے کام میں لگا دیا جائے جس کے نتائج فوری طور پر نظر آئیں۔

عبادتِ قربانی کی روح

سورۃ الحج کی آیت ۳۷ میں رب کریم کا ارشاد ہے کہ :

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾

"اللہ سبحانہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا نہ گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی خون، لیکن اس کو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے"۔

اس آیت کی روشنی میں ہمیں قربانی کی عبادت کے حوالے سے اپنی نیت اور خلوص و اخلاص کا جائزہ لینا چاہئے کہ آیا ہم

☆ قربانی دکھاوے کے لئے تو نہیں کر رہے۔
☆ اس ڈر سے تو نہیں کر رہے کہ نہ کرنے کی صورت میں لوگ کیا کہیں گے۔
☆ قربانی محض گوشت کھانے کی نیت سے تو نہیں کر رہے۔

قربانی کی عبادت کا مقصد صرف اور صرف اللہ کے حکم کی تعمیل، اللہ کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل اور اللہ کی خوشنودی اور رضا کا حصول ہونا چاہئے۔

عبادتِ قربانی کی حکمت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے قربانی کی عبادت کی حکمت اور فضیلت دریافت فرمائی جس کا تذکرہ حدیث مبارکہ میں اسی طرح سے آیا ہے :

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :

«بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ» قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ

"حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحابؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے (روحانی) والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر ہمارے لئے یا رسول اللہ ﷺ ان قربانیوں میں کیا اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قربانی کے ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ انہوں نے عرض کیا تو کیا اون کا بھی یا رسول اللہ ﷺ یہی حساب ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، یعنی اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی شرح اور اسی حساب سے ملے گا کہ اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی"۔

(مسند احمد، سنن ابن ماجہ)

قربانی کی عبادت دراصل اس عظیم الشان واقعہ کی یادگار ہے جس کی نظیر آسمان اور زمین نے دوبارہ نہیں دیکھی۔ یہ وہ واقعہ ہے کہ جب خلیل اللہ، ابوالانبیاء، امام الناس، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ۱۰۰ برس کی عمر میں اپنے ۱۳ سال کے اکلوتے بیٹے (آپ کو مزید اولاد اس واقعہ کے بعد عطا ہوئی) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے تئیں ذبح کر کے اللہ کے ساتھ اپنی پرخلوص اور کامل تسلیم و رضا کی مثال پیش کردی تھی۔ اللہ نے آپ کی اس قربانی کو اس طرح سے قبول فرمایا کہ حضرت اسماعیلؑ کو زندہ و سلامت رکھ کر ان کی جگہ جنت کے ایک مینڈھے کو قربانی کے لئے بھیج دیا اور فرزندانِ توحید پر عبادتِ قربانی کو واجب قرار دے کر اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے یادگار بنا دیا۔

عظیم الشان قربانی کا یہ انوکھا واقعہ دراصل ان بے شمار امتحانات اور قربانیوں کا نقطۂ عروج تھا جو ابراہیم علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں پیش آئے۔ ان امتحانات کے دوران آپ نے فکری اعتبار سے موروثی مشرکانہ عقائد پر عقیدۂ توحید کو ترجیح دے کر ___ عملی اعتبار سے گھر، والدین، بیوی، اولاد اور خود اپنی جان کی محبت پر اللہ کی محبت کو فوقیت دے کر ___ اور ___ پوری قوم اور بادشاہِ وقت سے شدید کشمکش کر کے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے اپنی سچی وفاداری کا ثبوت پیش کر دیا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۲۴ میں ان امتحانات میں آپ کی کامیابی کا تذکرہ فرمایا اور آپ کو امام الناس ہونے کا شرف عطا فرمایا:

﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾

"اور یاد کرو جب کہ ابراہیمؑ کو ان کے رب نے بڑی بڑی باتوں سے آزمایا تو وہ ان سب میں پورا اترا۔ فرمایا (ان کے رب نے) میں تجھے (اے ابراہیم) تمام نوعِ انسانی کے لئے امام بنانے والا ہوں"۔

(اس سلسلہ میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتاب "عید الاضحی اور فلسفہ قربانی" کا مطالعہ مفید رہے گا)۔ اس حوالے سے ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ آیا ہمیں دولت، شہرت، اقتدار، مکان، بیوی، بچوں وغیرہ سے زیادہ محبت ہے یا اللہ سبحانہ تعالیٰ سے بڑے پیارے الفاظ ہیں جو ہم جانور ذبح کرتے ہوئے ادا کرتے ہیں کہ:

﴿اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانعام: ۱۶۲)

"بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے"۔

گویا قربانی کی عبادت اس بات کی علامت ہے کہ ہمارا جینا و مرنا اور پوری زندگی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اس کی رضا کے حصول کے لئے وقف ہے۔

ہمیں غور کرنا چاہئے کہ مندرجہ بالا الفاظ ہم محض رسماً ادا کرتے ہیں یا واقعی ہماری زندگی میں تمام فرائض کی ادائیگی شامل ہے اور یہ تمام منکرات سے پاک ہے۔ البتہ اطراف میں نظر دوڑانے سے صورتحال برعکس نظر آتی ہے۔ ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو پنج وقتہ نمازیں بھی نہیں پڑھتے' رزق حلال کا اہتمام نہیں کرتے' بے پردگی ان کی معاشرت میں رچی بسی ہوئی ہے اور اس طرح کے دیگر کبائر ان کے معمول ہیں' لیکن قربانی کی عبادت پھر بھی بجا لاتے ہیں بقولِ اقبال ~

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

دعا ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے ہمیں قربانی کی عبادت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، وہ ہمیں خلوص و اخلاص اور پوری زندگی میں اپنے احکامات پر عمل کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین

KHALID TRADERS

NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

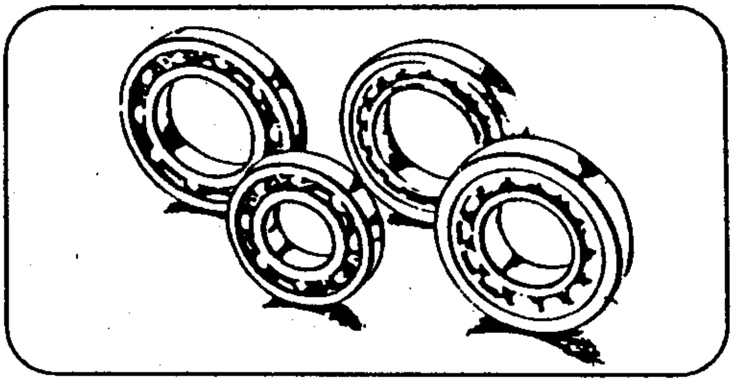

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

قرضوں کی جنگ (10)

روپے میں کمی بیشی کے ذریعے حکومتوں کو کنٹرول کرنے اور تبدیل کرنے کی حیرت انگیز داستان

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ایوب خان   ترتیب و تسوید : سردار اعوان

اب وہ وقت آ چکا تھا کہ بینکرز معاشی نظام کو پوری دنیا میں ایک کر دیں اور پھر دنیا پر اپنی حکومت یا نیو ورلڈ آرڈر قائم کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے پلان بنایا۔

پہلا قدم : پوری دنیا کی معاشیات کو ایک مرکزی بینک کے ذریعے کنٹرول کرنا۔

دوسرا قدم : علاقائی معاشی کنٹرول کے لئے یورپی یونین اور نافٹا (NAFTA) جیسی تنظیموں کا قیام۔

تیسرا قدم : ورلڈ سینٹرل بینک کے طور پر بی آئی ایس، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا قیام اور ایک بین الاقوامی نوکر شاہی WTO کے تحت معاہدہ (GATT) کر کے ٹیرف ختم کر کے قوموں کی آزادی سلب کر لی جائے۔

پہلا قدم مدت ہوئی مکمل ہو چکا ہے۔ دوسرا اور تیسرا بھی مکمل ہونے کو ہے۔

علاقائی نافٹا کی منظوری کے موقع پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے راک فیلر نے کہا :

"پانچ سو سال بعد مغرب میں ایک نئی دنیا بسانے کے لئے ہر چیز اپنی جگہ پر آ رہی ہے"۔

۱۹۹۴ء میں گیٹ ٹریٹی بنائی گئی جس کی رو سے ملکوں کے درمیان ٹیرف ختم کئے جا رہے ہیں۔

عالمی جنگ کے بعد بینکرز کے زیر کنٹرول مغرب کی حکومتیں پچاس سالہ پروگرام کے تحت اپنے شہریوں کی دولت ضبط کرنے میں لگی ہیں۔

یہ کام افراط زر پیدا کر کے کیا جاتا ہے۔ اس سے مزدوریوں اور تنخواہوں کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے اور ٹیکس بڑھ جاتے ہیں اور روپیہ بینکرز کو منتقل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

بینک آف انگلینڈ کا ایک ڈائریکٹر کینیز (Keynes) یوں کہتا ہے :

"افراط زر کو مسلسل بڑھا کر حکومت خفیہ طور پر شہریوں کی دولت کا بڑا حصہ ضبط کر لیتی ہے"۔

۱۹۱۳ء میں فیڈ بننے کے بعد امریکہ میں ۱۰۰۰ فیصد افراط زر ہو چکی ہے جس سے ڈالر کی قوت خرید ۹۰ فیصد کم ہو گئی ہے۔ یورپ میں بھی یہی ہوا ہے۔

لیکن حکومتوں کو بہت کم نفع ہوا ہے۔ چند بینک جو جزوی ریزرو بینکنگ پر کام کرتے ہیں سب دولت سمیٹ کر لے گئے ہیں۔ اس قدر کہ متوسط طبقہ ان کے قرضوں کا غلام ہے جن کے پاس نہ زمین ہے، نہ مکان، نہ کار اور نہ کچھ۔ متوسط طبقہ اور غریب طبقوں میں صرف یہ فرق رہ گیا ہے کہ متوسط طبقہ کو اس کی کمائی دیکھ کر قرضہ مل جاتا ہے جبکہ غریب طبقے کو نہیں ملتا۔

"سونے کی کیفیت کیا ہے؟ کیا امریکہ کے پاس اتنا سونا نہیں ہے کہ اپنے قرضے کے مسئلے کو حل کر سکے؟ سب سے زیادہ سونا آئی ایم ایف کے پاس ہے۔ اس کے اور دوسرے مرکزی بینکوں کے قبضے میں دنیا کا دو تہائی سونا ہے۔ اس لئے وہ اسے مقابلے میں یا روپے کی پشت پناہی کے لئے استعمال نہیں ہونے دیتے۔ ان کا سنہری قانون یہ ہے کہ "جس کے پاس سونا ہے وہی قانون بناتا ہے"۔

بہت سے امریکیوں کا خیال ہے کہ سونا ناکس قلعہ میں ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے خاتمہ پر ناکس قلعہ میں ۷۰۲ ملین اونس سونا تھا یعنی پوری دنیا کے سونا کا ۷۰ فیصد اب کتنا باقی ہے کوئی نہیں جانتا۔ قانون کہتا ہے کہ ناکس کا ہر سال فزیکل آڈٹ کیا جائے مگر خزانچی اجازت نہیں دیتے۔ صحیح بات یہ ہے کہ صدر ایزن ہاور کے حکم پر ۱۹۵۳ء میں جو آڈٹ ہوا، وہی ہوا۔

سونا کہاں گیا؟ ۱۹۷۱ء تک سب سونا وہاں سے نکال لیا گیا۔ زیادہ تر فیڈ کے ذریعے بینک آف انگلینڈ کو دے دیا گیا۔ جب یہ ہو چکا تو صدر نکسن نے روزویلٹ کا ۱۹۳۴ء کا قانون منسوخ کر دیا اور امریکیوں کو سونا خریدنے کی اجازت دے دی۔

قدرتی طور پر سونے کی قیمت بڑھنے لگی۔ ۹ سال کے بعد ۸۸۰ ڈالر فی اونس یعنی اس وقت سے جب ناکس قلعہ کا سونا بیچا گیا ۲۵ گنا زیادہ ہو گئی۔ سوال یہ ہے کہ سونے کی یہ چوری کیسے ظاہر ہوئی؟ ۱۹۷۴ء میں ایک رسالے میں ایک مضمون لکھا گیا کہ راک فیلر کا خاندان ناکس قلعہ کا سونا یورپ کے گمنام سٹہ بازوں کو فروخت کر رہا ہے۔ تین دن کے بعد اس کہانی کی گمنام محرر لوئی آخن کلاس بائر (Louise Auchincloss Boyer) نیویارک میں دسویں منزل سے گر کر ہلاک ہو گئی۔ وہ نیلسن راک فیلر کی سیکرٹری رہی تھی۔

حکومت کو بار بار آڈٹ کے لئے کہا گیا ہے مگر حکومت ڈرتی ہے لیکن کس سے؟ صدر ریگن ۱۹۸۱ء میں صدر بنا۔ اس نے حکومت کے اخراجات کنٹرول کرنے کے لئے گولڈ سٹینڈرڈ اپنانے کا ارادہ کیا اور گولڈ کمیشن بٹھایا۔ ۱۹۸۲ء میں کمیشن نے رپورٹ دی کہ خزانے کی ملکیت میں کوئی سونا نہیں ہے۔ سب سونا فیڈرل ریزرو کی ملکیت ہے جو پرائیویٹ بینکروں کا ایک گروہ ہے اور سونا جو فیڈرل ریزرو بینک میں ہے وہ بھی بینک کا اپنا ہے یا اس کے بیرونی مالکوں کا ہے۔

سچ یہ ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اتنا روپیہ عوام کی جیبوں میں سے چرا کر چند پرائیویٹ منی چینجرز کے حوالے کر دیا گیا ہو۔

ورلڈ سینٹرل بینک

آئی ایم ایف کا ہیڈ کوارٹر واشنگٹن میں ہے اور سڑک کے دوسری طرف ورلڈ بینک ہے وہ کیا کر رہے ہیں؟

پہلی عالمی جنگ کے بعد امن عالم کے لئے انٹرنیشنل بینکرز نے کل عالم حکومت کا نظریہ پیش کیا اور اس کے لئے تین چیزوں کو ضروری قرار دیا گیا۔ ورلڈ بینک، ورلڈ کورٹ اور ایک عالمی انتظامیہ اور مقننہ یعنی لیگ آف نیشنز۔ ۱۹۳۰ء میں ہیگ (نیدرلینڈ) میں ورلڈ کورٹ بھی بنا دی گئی لیکن انہیں بالعموم تسلیم نہیں کیا گیا چنانچہ بینکرز نے دوسری جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

دوران جنگ پریشانیوں کی وجہ سے ۱۹۴۴ء میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کو تسلیم کر لیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں لیگ آف نیشنز نئے نام یونائیٹڈ نیشنز (U.N) کے نام سے وجود میں آ گئی۔

لندن کے بینک آف انگلینڈ کی طرح آئی ایم ایف کے لئے تسلیم کیا گیا کہ اسے عدالتی کارروائیوں میں نہیں ڈالا جائے گا، اس کی جائیداد کی تلاشی یا ضبطی وغیرہ نہیں کی جائے گی، اس کے سٹاف کے خلاف مقدمہ بازی نہیں ہو گی، ان پر ٹیکس نہیں لگایا جائے گا (ورلڈ بینک کے لئے بھی ایسا ہی معاہدہ کیا گیا)۔

پھر آئی ایم ایف کو اپنے نوٹ ایس ڈی آر (S.D.R.) دنیا بھر میں چلانے کی اجازت بھی دے دی گئی۔ اب تک وہ ۳۰ بلین ڈالر کے ایس ڈی آر جاری کر چکی ہے اور سب قوموں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ انہیں اپنی کرنسی سے تبدیل کر لیں۔ (جاری ہے)

ہمارا مطالبہ ، ہماری اپیل
دستور خلافت کی تکمیل

کاروان خلافت منزل بہ منزل

فیصل آباد میں دو روزہ سی ٹی بی ٹی نامنظور معلوماتی کیمپ

(تحریر : احمد کمال نظامی' نوائے وقت ۲۵ فروری)

آٹھ بازاروں کے شہر فیصل آباد میں سی ٹی بی ٹی کے حوالہ سے عوام کے شعور کو اجاگر کرنے کے لئے تنظیم اسلامی فیصل آباد نے دو روزہ سی ٹی بی ٹی نامنظور کیمپ لگایا۔ اس دو روزہ کیمپ کے دوران تنظیم اسلامی کے کارکنوں نے ہزاروں کی تعداد میں ایسے پمفلٹ تقسیم کئے جو ملک کے ممتاز دانشوروں نے بڑی بصیرت کے ساتھ سی ٹی بی ٹی اور پاکستان کے ایٹمی دھماکوں پر اپنے پر مغز مضامین میں قوم کو مستقبل کے خطرات سے آگاہ کیا جو سی ٹی بی ٹی کے معاہدہ پر پاکستان کو دستخط کرنے کی صورت میں لاحق ہو سکتے ہیں۔ سی ٹی بی ٹی کے حوالہ سے تنظیم اسلامی کا یہ کیمپ موجودہ حالات میں اس لئے بھی ضروری ہے کہ فوجی حکومت کے وزیر خارجہ عبدالستار سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کو نہ صرف بے تاب دکھائی دیتے ہیں بلکہ انہوں نے تمام تر حکومتی وسائل کو استعمال کرتے ہوئے سی ٹی بی ٹی کے معاملہ پر قوم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے اور اس وقت پاکستان ٹیلی ویژن کا چینل تھری ایسے پروگرام تواتر کے ساتھ نشر کر رہا ہے جن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جو کام سابق منتخب حکومت بھاری مینڈیٹ کے باوجود عوام سے خوف کی بناء پر نہیں کر سکتی وہ کام فوجی حکومت کرنے کے لئے پر تول رہی ہے حالانکہ اخلاقی اور قانونی طور پر اس حکومت کو ایسے کسی کام کا اختیار حاصل نہیں ہے جس کا فیصلہ آئینی طور پر صرف اور صرف اسی حکومت کو حاصل ہے جو ایک جمہوری سسٹم کے تحت وجود میں آئی ہو' جبکہ موجودہ حکومت کے آئینی جواز کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جا چکا ہے اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے وہ رٹ سماعت کے لئے منظور کر رکھی ہے لہٰذا اسی آئینی رٹ کی موجودگی میں فوجی حکومت کو اپنی قسمت کا فیصلہ ہونے سے قبل ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہئے جس کا تعلق پاکستان کے مستقبل سے ہو اس کی ساتھ ہی یہ امر بھی اپنی جگہ ایک ٹھوس حقیقت رکھتا ہے کہ بارہ اکتوبر کے اقدام کو عوام نے پذیرائی اس لئے نہیں بخشی کہ عوام کو جمہوریت کی بجائے مارشل لاء کا نظام پسند ہے یا عوام جمہوری نظام سے بیزاری کا مظاہرہ کر رہے ہیں' بلکہ عوام نے بارہ اکتوبر کے اقدام کو اس لئے پذیرائی بخشی کہ میاں محمد نواز شریف حکومت جوہری صلاحیت اور کشمیری عوام کے استصواب رائے کے حق پو جو سودے بازی کر رہی تھی فوجی حکومت سے اس کی توقع نہیں تھی۔ اگر فوجی حکومت بھی وہی عمل کرکے جس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے عوام جمہوری حکومت کی قربانی دے چکے ہوں تو یہ اقدام قوم کی برداشت سے باہر ہو گا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ عوام کی غالب اکثریت نے لفظ سی ٹی بی ٹی سنا اور پڑھا ہے لیکن سی ٹی بی ٹی دراصل کس بلا کا نام ہے عوام اس سے نابلد ہیں۔ تنظیم اسلامی فیصل آباد نے اپنے نامنظور کیمپ کے دوران جو تشہیری مہم چلائی اس میں سی ٹی بی ٹی کے اصل مسودہ کو اردو میں ترجمہ کے ساتھ پیش کیا تاکہ عوام اس خوفناک سازش کی اصل روح کو جان سکیں اور جو لوگ پاکستان میں سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کو محض ایک ٹیکنیکل معاملہ بنا کر پیش کر رہے ہیں ان کی کم فہمی اور کم عقلی کا تجزیہ بھی کر سکیں۔

اسرہ خار کی دعوتی سرگرمیاں

۱۹/۲۰ فروری کو حلقہ سرحد کی طرف سے شیڈولڈ پروگرام کے مطابق اسرہ خار باجوڑ کے زیر اہتمام ایک روزہ پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ ناظم دعوت غلام اللہ خان حقانی ۱۹ فروری کو ۱۰ بجے باجوڑ پہنچے۔ نقیب اسرہ فیض الرحمان پہلے سے ان کے منتظر تھے۔ پروگرام کے مطابق ظہر کی نماز باجوڑ کے مصروف ترین علاقہ عنایت کلے میں ادا کی گئی۔ بعد از نماز مولانا حقانی نے عبادت رب کے موضوع پر قریباً دو سو حاضرین سے خطاب کیا۔ لوگوں نے پورے بیان میں بڑی دلجمعی کا مظاہرہ کیا۔ پروگرام میں مولانا نے تنظیم اسلامی کے اہداف پر بھی بات کی۔ جسے لوگوں نے بڑے شوق سے سنا۔ باجوڑ کے ویسے تو تمام پروگرام توقع سے بڑھ کر کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ پروگرام اپنی نوعیت کا کامیاب ترین پروگرام تھا۔ لوگوں نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دورے کا بھی مطالبہ کیا۔

دوسرا پروگرام برکلے کی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ پروگرام بعد از نماز عصر طے تھا۔ اہل محلّہ نے پروگرام کو بہت سراہا۔ بالخصوص امام مسجد مولانا حبیب الرحمان نے تنظیم اسلامی کی بیان کردہ موقف کی تائید و تصویب فرمائی۔ اہل محلّہ نے رفقائے تنظیم کی چائے سے بھی تواضع کی' اس پروگرام میں تقریباً ۱۵۰ افراد نے شرکت کی۔

تیسرا پروگرام بعد از نماز مغرب کالونی کی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ مولانا حقانی نے جو کالونی کی جامع مسجد میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ حاضرین کو اسلام کے انقلابی فکر سے روشناس کراتے ہوئے دعوتِ فکر دی کہ اس وقت عالم اسلام کو جو سنگین خطرات لاحق ہیں۔ ہمیں شعوری انداز میں اس کے مقابلے کی تیاری کرنی چاہئے۔ رفقاء نے رات کالونی ہی میں قیام کیا تھا۔ لہٰذا بعد از فجر درس قرآن ہوا۔ لوگ جم کر درس میں بیٹھے رہے اور قرآن کے انقلابی انداز سے متعارف ہوتے رہے۔ مجموعی طور پر ۶۰ حاضرین اس پروگرام سے مستفید ہوئے۔

اصل پروگرام جس کے لئے بڑے پیمانے پر تشہیری مہم بھی چلائی گئی تھی۔ ۲۰ فروری کو باجوڑ کی عیدگاہ جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام مدعو تھے۔ یہ پروگرام اس اعتبار سے بھی کافی کامیاب رہا کہ ان علماء کو سننے کے لئے کافی لوگ آئے ہوئے تھے۔ پروگرام کے لئے پہلے سے طے شدہ موضوعات "دین کا اصل مفہوم" "اقامت دین" "منہج انقلاب نبوی ؐ" دین کے مفہوم و وضاحت کے ضمن میں اسرہ جار کے نقیب گل رحمان نے نہایت جامع انداز میں بیان کیا۔ سامعین پورے پروگرام کے اندر ہمہ تن گوش بیٹھے رہے۔ اقامت دین کے موضوع پر اسرہ خار کے نقیب فیض الرحمان صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں لیکچر دیا اور حاضرین سے خوب داد حاصل کی۔ علاقہ ماموند کے نقیب گل محمود نے درس قرآن دیا۔ نہایت شستہ اور فصیح و بلیغ انداز میں اس درس کو سامعین نے پسند کیا۔ آخر میں منہج انقلاب نبوی ؐ پر مولانا حقانی کا خطاب ہوا۔ آپ نے سیرتِ مطہرہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ بحیثیت داعی انقلاب آج امت مسلمہ کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ عقیدتاً ہم سب حضور ؐ کے نام لیوا ہیں۔ مگر جس مشن کی تکمیل میں آپ ؐ نے اپنی پوری جسم و جاں کھپا دی' یعنی اللہ کی حاکمیت کو زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی کرنا۔ اس میں ہماری پست ہمتی اور دل شکستگی کا یہ حال ہے کہ آج دین کو بحیثیت نظام عوام نہیں بلکہ خواص بھی نہیں جانتے۔ لوگوں نے پورے پروگرام میں کافی دلجمعی کا مظاہرہ کیا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام ہوا۔ جس میں لوگوں کی طرف سے بھرپور مطالبہ آیا کہ امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ضرور بالضرور باجوڑ تشریف لائیں۔

(رپورٹ : لطیف الرحمان)

تنظیم اسلامی میرپور کا شب بسری پروگرام

حسب معمول شب بسری دارالسلام جی منعقد ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد محترم سید محمد آزاد صاحب نے شب بسری کے معمولات اور ضرورت و اہمیت بتاتے ہوئے بھرپور طریقے سے اس کی ترغیب و تشویق دلائی اور سورہ عنکبوت کی ایک آیت کی روشنی میں بتایا کہ حقیقی زندگی کون سی ہے۔ یہ دنیوی زندگی جس کو ہم سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اسے قرآن ایک کھیل تماشے سے تعبیر کرتا ہے۔ حقیقی زندگی اخروی زندگی ہے۔ جو نہ ختم ہونے والی اور دکھوں سے پاک زندگی ہے اور یہ زندگی حاصل کرنے کے لئے قرآن سے جڑنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس زندگی تک جو راستہ ہے وہ قرآن سے گزرتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ قرآن کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

اس کے بعد بذریعہ ویڈیو کیسٹ ڈاکٹر صاحب کے خطاب سے استفادہ کیا گیا جس میں انہوں نے سورہ عنکبوت کی روشنی میں اور سیرت النبی سے اخذ کردہ ایک حقیقی

انقلاب کے مراحل و لوازم مدلل انداز میں بیان فرمائے۔ انہوں نے بتایا کہ حقیقی انقلاب انسانی تاریخ میں ایک ہی ہے اور وہ انقلاب محمدیؐ ہے اور یہی ہمارے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ نبی کی سیرت سے جو مراحل ہمیں ملتے ہیں وہ درج ذیل چھ مراحل ہیں۔

۱) دعوت
۲) تنظیم
۳) تربیت
۴) (Passive Resistance)
۵) (Active Resistance)
۶) تصادم۔

جب تک یہ چھ مراحل کامیابی سے طے نہ کر لئے جائیں۔ انقلاب کا راستہ ہموار نہیں ہوتا۔ اسی بات کو مفکر پاکستان نے بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے:

تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
ان خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر

قرآن کی آیات اور حدیث کی روشنی میں اس بات کو یکجا کیا گیا کہ "کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تم اسی طرح چھوڑ دیئے جاؤ گے اور آزمائے نہ جاؤ گے۔"

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

۸:۴۵ پر خطاب کے اختتام پر نماز عشاء قدرے دیر سے باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد اجتماعی کھانا کھایا گیا۔ کھانے کے بعد ایک تعارفی نشست ہوئی۔ تعارف کے بعد محترم سید محمد صاحب نے دینی فرائض کے حوالے سے گفتگو کی اور درس حدیث کے بعد پروگرام ختم کر کے صبح ساڑھے چار بجے اٹھ کر نماز تہجد ادا کرنے کے عزم سے تمام رفقاء سو گئے۔

صبح ساڑھے چار بجے رفقاء نے نماز تہجد ادا کی اور تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد محترم غلام سلطان صاحب نے ادعیہ ماثورہ کو دہرایا۔ بعدازاں نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد درس قرآن ہوا۔ محترم سید محمد آزاد صاحب نے سورۃ یٰسین کے دوسرے رکوع کا ترجمہ اور تشریح سمجھانے کی کوشش کی۔ درس قرآن کے متصلاً بعد درس حدیث ہوا جس میں نبی کریمؐ کی وہ حدیث بیان کی گئی ہے جس میں انہوں نے فرمایا قرآن والے ہی اللہ والے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد چائے کی تواضع کے ساتھ شب بسری اختتام کو پہنچی۔ یاد رہے اس شب بسری میں ۱۴ رفقاء اور ۱۲ احباب نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

(رپورٹ: منور حسین)

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کا دعوتی پروگرام

مورخہ ۲۶ فروری ۲۰۰۰ء کو تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیراہتمام ایک دعوتی پروگرام جامع مسجد محمدیؐ (اہلحدیث) پیر کالونی والٹن میں بعد از نماز مغرب منعقد ہوا۔ جس میں رفیق تنظیم جناب ڈاکٹر بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ نے مسلمانوں کی دینی ذمہ داریوں کے حوالے سے گفتگو کی۔

بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے مختصر‘ سہل اور بھاری بھرکم اصطلاحات کو استعمال کئے بغیر سامعین و حاضرین کے سامنے یہ واضح کیا کہ ہر مسلمان پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تین ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ خود کو اللہ کی غلامی میں اطاعت و محبت اور دلی آمدگی کے ساتھ دے دے اور پھر اسی غلامی و بندگی کی دعوت و تبلیغ کرے۔ اس سلسلہ میں آپ نے خصوصیت کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چند احادیث کی روشنی میں واضح کیا اور آخری ذمہ داری آپ نے یہ بیان کی کہ اللہ کے عطا کردہ نظام حیات کو جسے اس نے خود اپنایا ہے اور دوسروں کو اس کی دعوت دے رہا ہے‘ نافذ اور غالب کرنے کی جدوجہد کرے اور یہ جدوجہد اکیلے نہیں ہو سکتی تاآنکہ آپ کے ہم خیالوں کی ایک جمعیت آپ کے ساتھ نہ ہو۔ اجتماعی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین کی کماحقہ خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین (رپورٹ: ابو عبداللہ)

سی ٹی بی ٹی کے مسئلے پر مجلس مذاکرہ

۶ فروری ۲۰۰۰ء کو کمیٹی ہال میانوالی میں جماعت اسلامی‘ ضلع میانوالی کے زیر اہتمام سی ٹی بی ٹی کے مسئلے پر تمام دینی و سیاسی جماعتوں کے نمائندگان پر مشتمل ایک مجلس مذاکرہ کا انعقاد ہوا‘ جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ڈاکٹر شیر افگن خان (سابق وفاقی وزیر)‘ جمعیت علمائے اسلام (سمیع الحق) کے صاحبزادہ عبدالجلیل‘ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے صوفی محمد حیات خان‘ تحریک جعفریہ کے ولادت علی نقوی (ڈائریکٹر اسلامک سنٹر میانوالی)‘ صدر پی ایم اے میانوالی ڈاکٹر ولایت محمد خان‘ جمعیت علمائے پاکستان (نیازی) کے محمد اسلم خان‘ سیکرٹری پریس کلب میانوالی عبدالرشید (دی نیوز)‘ مؤتمر عالم اسلامی کے کلیم اللہ ملک‘ انجمن تاجران ضلع میانوالی کے صدر خواجہ سکندر حیات‘ پرنسپل الصفہ کالج میانوالی‘ پروفیسر ملک سلطان محمود اعوان‘ ملک کے مشہور دانشور پروفیسر سید انتصار مہدی رضوی اور تنظیم اسلامی میانوالی کے بشیر احمد اعوان نے خطاب کیا۔ جبکہ کئی نمائندگان سے تاخیر سے آنے پر اور وقت کی کمی کی وجہ سے معذرت کر لی گئی۔ اس مجلس مذاکرہ میں ہر مقرر کو اپنا اپنی جماعت کا مذکورہ موضوع پر موقف بیان کرنے کے لئے پانچ سے سات منٹ کا وقت دیا گیا تھا‘ مگر تنظیم اسلامی کے نمائندہ کو اس کی درخواست پر پندرہ منٹ (تقریباً) گفتگو کرنے کی اجازت دی گئی۔ تنظیم اسلامی کے نمائندے نے اس مجلس مذاکرہ میں امیر تنظیم اسلامی کے موقف کی بہت خوبصورت انداز میں ترجمانی کی۔ جس پر تقریب کے اختتام میں صدارتی خطبہ کے دوران امیر جماعت اسلامی میانوالی ڈاکٹر ملک محمد انور خان (سرجن) نے ان کی گفتگو کو شاندار الفاظ میں سراہا اور اپنے صدارتی خطبے میں کئی بار ان کا ذکر کیا‘ جبکہ سٹیج سیکرٹری نے یہ کہہ کر تنظیم اسلامی کے موقف کو سراہا کہ "اگر وقت کی قلت آڑے نہ ہوتی تو دل چاہتا تھا کہ تنظیم اسلامی کا بھائی بولتا رہے اور ہم سنتے رہیں"۔

بشیر احمد اعوان نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں جماعت اسلامی میانوالی کا تنظیم اسلامی کی طرف سے انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے بین الاقوامی سطح پر اہم ترین اور ملکی سطح پر حساس ترین موضوع سی ٹی بی ٹی پر مختلف جماعتوں کے ضلعی نمائندگان اور دانشوروں کو اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

سی ٹی بی ٹی کے مسئلے پر قوم کا موقف

ظاہر یہ کیا جا رہا ہے کہ اس حوالے سے ہماری قوم دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔ ایک طرف سیکولر دانشور اور وہ طبقہ ہے جو مادی حقائق کو پیش نظر رکھتا ہے ان کے مطابق اقوام عالم میں پاکستان کا کوئی امتیازی مقام نہیں ہے‘ بلکہ بہت سی دوسری اقوام کی طرح پاکستان بھی ایک قومی ریاست ہے۔ یہ طبقہ قیام پاکستان کے پس منظر اور اس کے اساسی نظریے پر ٹھوس یقین نہیں رکھتا۔ ان کی رائے یہ ہے کہ بھارت سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرے یا نہ کرے ہمیں کر دینے چاہئیں‘ کیونکہ اس کار خیر میں پہل کرنے سے یہود و نصاریٰ اپنی عطا اور جود و سخا کے پرنالے ہمارے اوپر بہا دیں گے۔ حالت یہ ہے کہ پوری سرکاری مشینری بھی غیر متوقع طور پر پچھلے چند ہفتوں سے اس مقصد کے لئے راہ ہموار کرنے کی خاطر دیوانہ وار متحرک دکھائی دیتی ہے۔

دوسری طرف دینی و مذہبی جماعتیں اور پاکستان کی نظریاتی اساس سے گہری وابستگی رکھنے والا غالب اکثریتی طبقہ ہے جو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا شدت سے مخالف ہے۔

تنظیم اسلامی کا موقف

اس سلسلے میں تنظیم اسلامی کا موقف یہ ہے کہ اسلام دشمن‘ نیو کلیائی اور مالیاتی استعمار کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اس معاہدے پر دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا جائے۔ سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کرنے کی صورت میں ڈیفالٹر قرار دیئے جانے کے اندیشے پیدا کرنے والے کوتاہ نظر لوگ شاید ڈیفالٹر ہونے کو کفر و شرک سے بھی بڑا گناہ سمجھتے ہیں حالانکہ اگر ہم پر پابندیاں لگا دی گئیں یا ڈیفالٹر قرار دیا گیا تو یہ ہمارے لئے مبارک ثابت ہوگا۔ یہ پابندیاں ہمارے لئے اپنی خودی‘ اپنے خدا کی معرفت و پہچان اور پاکستان کی حقیقی منزل (اسلامی نظام کے نفاذ) میں مددگار ہوں گی اور ہم اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں گے۔

سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۵۱ میں ارشاد ربانی ہے "اے اہل ایمان یہود و نصاریٰ کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بنائے گا تو اس کا شمار انہی میں ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے"۔

بقیہ : افہام و تفہیم

اپنے نفس سے ڈراتا ہے' یعنی ذات سے ڈراتا ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ وہ ذات کیسی ہے۔ اسی طرح وہ موجود ہے ہم نہیں جانتے۔ وہ ہر جگہ ہے' کیسے ہے یہ ہم نہیں جانتے۔

زکوٰۃ اور ٹیکس کے حوالے سے بتائیے کہ زکوٰۃ تو ڈھائی فیصد ہے لیکن ایسی اسلامی معیشت کہاں ہے جہاں ٹیکس نہ ہو اور زکوٰۃ دی جائے۔ ایسی صورت میں ٹیکس دینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج دیکھئے اگر یہاں پر کچھ ظالمانہ ٹیکس لگے ہوئے ہیں تو یہ ہماری کمزوری ہے کہ ہم نے غلط نظام کو برداشت کیا ہوا ہے۔ اس نظام کو بدلنے کے لئے میدان میں آئیں لیکن جب تک نظام نہ بدلے ہم زکوٰۃ کی نفی نہیں کرسکتے' نماز کو ہم Postpone نہیں کرسکتے کہ اللہ کا دین قائم ہو گا تو ہم نماز پڑھیں گے۔ نماز تو آج بھی ہم پر فرض ہے اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے وہ تو دینی ہی ہے البتہ یہ کہ اسلامی ریاست میں کیا ہو گا؟ تو اس نظام میں زکوٰۃ صحیح معانی میں نافذ ہو گی جس کی وجہ سے بہت سے ٹیکس ختم ہو جائیں گے لیکن بالکل ختم نہیں ہوں گے۔ مثلاً میونسپل ٹیکس ہے' شہر میں سڑکیں بھی بنتی ہیں' لائٹ کا انتظام ہوتا ہے' سیوریج کا اہتمام ہوتا ہے۔ تو جو لوگ یہاں آباد ہیں' جنہوں نے مکان بنائے ہیں اور یہاں رہتے ہیں ان پر پراپرٹی ٹیکس لگا ہوا ہے وہ دیں گے۔ ان سڑکوں پر گاڑیاں چلتی ہیں تو گاڑیوں والے ٹیکس دیں گے۔ یہ انتظامی چیزیں جائز ہیں غلط نہیں ہیں۔ خلافت راشدہ میں بھی ٹیکس ہوتا تھا۔ Import-Export کا ٹیکس تھا۔ ایک شہر کے لوگ منڈی آرہے ہیں' مال بیچ کر جائیں گے تو اس شہر کا بھی کوئی حق ہے جہاں وہ منڈی ہے اور جہاں اس کی دیکھ بھال ہو رہی ہے' اس کا انتظام ہو رہا ہے لہٰذا اس کا ٹیکس ہو گا۔ لیکن یہ کہ انکم ٹیکس بہت بڑی لعنت ہے۔ یہ انتہائی ظالمانہ اور انتہائی غلط نظام ہے۔ جس نے تقریباً ہر شخص کو جھوٹا بننے پر مجبور کر دیا ہے۔ میں بھی چونکہ ایک زمانے میں پریکٹس کرتا رہا ہوں۔ انکم ٹیکس کا تقاضا ہے کہ آپ اپنے حسابات ایک خاص طریقے سے رکھیں گے' تب آپ کا حساب انکم ٹیکس آفیسر مانے گا کہ صحیح ہے۔ ہر مریض کو جو دوا آپ نے دی ہے اس کی پوری ریکارڈنگ ہونی چاہئے' ہر مریض سے روزانہ جو بھی آپ نے لیا ہے یا جو بھی کچھ دیا ہے اس کا ریکارڈ ہونا چاہئے' جو دوائیاں آرہی ہیں' اس کا ریکارڈ رکھا جائے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ ہر میڈیکل پریکٹیشنر اپنا ایک کلرک اور اکاؤنٹنٹ رکھے تو تب جا کر یہ معاملہ ہو سکتا ہے اور یہ سب Unproductive ہے۔ اس کا میڈیکل پریکٹس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لئے اسلام کے اندر جو پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ آپ پر انکم ٹیکس نہیں ہے۔ آپ کی دکان میں دس لاکھ کا مال پڑا ہے اس کا ڈھائی فیصد دے دیجئے' بات ختم ہو گئی' حساب کتاب رکھنے کی ضرورت نہیں' آپ نے حساب رکھا ہے' یا نہیں رکھا ہے کیا کمایا' کیا گنوایا اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ اگر پچھلے سال آپ کا مال چھ لاکھ کا تھا ایک لاکھ کا نقصان ہو گیا تو اب پانچ لاکھ پر زکوٰۃ دے دیجئے' اگلے سال اگر چار لاکھ رہ جائے تو چار لاکھ پر دیجئے' اسی طرح اگلے سال تین لاکھ رہ جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہو گی' اس کا انکم یا Loss سے سرے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی آسان ترین اکاؤنٹنگ ہو جاتی ہے کہ جو اس وقت موجود ہے اس میں سے ڈھائی فیصد کے حساب سے دے دیجئے۔ اس سے اتنی بڑی رقم جمع ہو گی کہ باقی تمام Taxes کم ہو جائیں گے۔

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

کے سلسلۂ تقاریر پر مشتمل دینی و معلوماتی ٹی وی پروگرام

حقیقتِ دین

ہر جمعرات' شام ساڑھے چھ بجے !

پی ٹی وی ورلڈ (PTV World)

پر ملاحظہ کیجئے۔

المعلن : ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

اہم اطلاع بابت سالانہ اجتماع

ندائے خلافت اور میثاق کے ذریعے یہ اطلاع تمام رفقاء تک پہنچ چکی ہے کہ تنظیم اسلامی پاکستان کا سالانہ اجتماع ان شاء اللہ العزیز 2 تا 5/ اپریل 2000ء لاہور (قرآن آڈیٹوریم قرآن کالج) میں منعقد ہو گا۔ چند روز قبل لاہور میں دفعہ 144 کے تحت جلسہ' جلوس اور اجتماع پر دو ماہ کے لئے پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ تاہم ہمارا اجتماع چونکہ سیاسی نوعیت کا نہیں ہے لہٰذا قوی امید ہے کہ ہمیں اس اجتماع کے انعقاد کی خصوصی اجازت مل جائے گی اور یہ اجتماع پروگرام کے مطابق منعقد ہو گا۔

لیکن خدانخواستہ اگر ہمیں بروقت (10 مارچ تک) اس اجتماع کے انعقاد کی اجازت نہ مل سکی تو آپ کی اطلاع کے لئے گزارش ہے کہ اس اجتماع کے متبادل کے طور پر مختلف مقامات (کم از کم 5 یا 6 مقامات) پر 4 روزہ اقامتی تربیت گاہیں منعقد کرنے کا پروگرام ہے۔ اگر یہ فیصلہ ہوا تو اس کو ماہِ اپریل اور مئی کے دوران مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان تربیت گاہوں میں اس علاقے کے تمام رفقاء (مبتدی اور ملتزم) لازماً شریک ہوں گے اور اس دوران وہیں قیام پذیر رہیں گے۔

المعلن : **ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان**

Vol:9 Regd. CPL No. 127 No.10
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

عالم اسلام

مغرب کی جھولی میں گرنے کو بیتاب ترکی!

اخذ و ترجمہ : نعیم احمد خان

لگ بھگ چالیس سال قبل ترکی نے یورپی یونین کی رکنیت کی درخواست دی تھی جس کے نتیجے میں ۱۱ جنوری ۱۹۹۹ء کو ترکی کو یورپی یونین کی رکنیت کے لئے بطور امیدوار تسلیم کر لیا گیا اور یوں ترکی نے، جو کبھی عالم اسلام کے اتحاد کی علامت ہوتا تھا، یورپ کی جھولی میں گرنے کا ایک مرحلہ طے کیا۔ قطع نظر اس سے کہ ترکی کو یورپی یونین کی رکنیت مل جائے گی یا نہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ترکی پر مغربیت کا لبادہ کہاں تک فٹ بیٹھتا ہے۔

ترکی کا قدیم نام اناطولیہ ہے جو کہ یونانی لفظ anatole سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں طلوع آفتاب۔ ترکی وسط ایشیا کا ایک ایسا ملک ہے جس کا کچھ حصہ براعظم ایشیا میں اور کچھ حصہ براعظم یورپ میں واقع ہے۔ اسی وجہ سے اکثر ترکی کو مشرق و مغرب کے درمیان پل بھی قرار دیا جاتا ہے۔ ترکی کا کل رقبہ ۳۰۰۹۴۸ مربع میل ہے، جس میں ۹۱۷۵ مربع میل یورپی ترکی پر مشتمل ہے جبکہ ۲۹۱۷۷۳ مربع میل کا علاقہ ایشیائی ترکی پر مشتمل ہے، جسے اناطولیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ترکی کے مشرق میں ایران اور سابق سوویت یونین، جنوب میں عراق اور شام جبکہ مغرب میں بلغاریہ اور یونان واقع ہیں۔ ترکی کا دار الحکومت انقرہ ہے۔ ترکی میں ۹۹ فیصد سے زائد لوگ مسلمان ہیں۔ عیسائیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

ترکی میں طویل عرصہ تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ ۲۳ دسمبر ۱۸۷۶ء کو پہلا عثمانی آئین بنا۔ تاہم پہلی جنگ عظیم سے قبل یورپی اقوام نے بالکنز میں قومیت پرستی کا تصور ڈالا اور انہیں خلافت عثمانیہ سے الگ ہونے میں مدد دی۔ چنانچہ انہوں نے استنبول میں قائم خلافت عثمانیہ سے الگ چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں۔ یہی وقت تھا جب مصطفیٰ کمال اور اس کے ساتھیوں نے انقرہ میں علیحدہ حکومت قائم کر لی۔ اور ۲۹/ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو ترکی کو جمہوری ملک قرار دیتے ہوئے مصطفیٰ کمال کو اس کا پہلا صدر بنایا گیا جس کے تحت ۹ مارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا گیا۔ ۲۰/ اپریل ۱۹۲۴ء کو یہاں مکمل جمہوری آئین اختیار کیا گیا اور اسلام ریاست کا مذہب قرار پایا، مگر اپریل ۱۹۲۸ء کو یہ شق بھی ختم کر دی گئی جس سے ترکی مکمل طور پر سیکولر بن گیا اور ریاست اور مذہب کو سختی سے ایک دوسرے سے جدا کر دیا گیا۔

۱۹۲۴ء میں جب یورپی ممالک نے ایک معاہدہ کے تحت مصطفیٰ کمال کی حکومت کو تسلیم کر لیا تو پھر کیا تھا، اس نے اپنے آقاؤں کے تفویض کردہ احکامات کی تعمیل بجالانا شروع کر دی۔ مسلمانوں کے ذہنوں سے قرآن اور خلافت کا تصور محو کرنے کے لئے ہر ممکن حربے اختیار کئے گئے۔ اسلام کے خلاف ایک جنگ شروع کر دی گئی۔ مساجد بند کر دی گئیں، تعلیم و تعلم قرآن پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ۱۴ سال سے کم عمر بچوں پر بالواسطہ طور پر تعلیماتِ قرآنی کے حصول کی پابندی لگا دی گئی۔ قرآن اور ترکوں میں فاصلہ رکھنے کے لئے عربی زبان پر پابندی لگا دی گئی۔

جمہوریت کے دعوے داروں نے انقلاب کے جھنڈے تلے مغربی تہذیب کو رواج دینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ خواتین کو پردہ کرنے سے روکا گیا، میڈیا نے بھی حکمرانوں کی سرپرستی میں اسلامی تعلیمات اور اخلاقیات کے خلاف جنگ جاری رکھی ہوئی ہے۔ مغربی فوجوں کی موجودگی پر کوئی اعتراض نہیں۔ وہ مغرب حکمرانوں نے مغربیت کو معیارِ ترقی قرار دے رکھا ہے۔ انہوں نے مغرب کو یہ تاثر دیا ہے کہ انہیں اپنے ملک میں کو اپنی وفاداری کا ہر ممکن طریقے سے یقین دلانا چاہتے ہیں۔ ان کے بجٹ اور پالیسیوں کا تعین آئی ایم ایف کرتا ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر ترکی کے عوام پسماندگی اور غربت کی زندگی گزار رہے ہیں اور ترکی پر بیرونی قرضے ۱۱۰ بلین ڈالر تک جا پہنچے ہیں۔ حالانکہ ترکی دنیا کے مالدار ترین ممالک میں سے ہے اور اس کے پاس بے شمار قدرتی وسائل بھی ہیں۔

ترکی کے عوام میں اس ضمن میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے جس کا عملی اظہار بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ عالم اسلام کی زبوں حالی کی داستان کا یہ باب کس قدر عبرت انگیز ہے۔ ۹۹ فیصد سے زائد مسلمانوں کو غیر اسلامی تہذیب کے رنگ میں رنگنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ یہ ترکی کی تصویر کا وہ رخ ہے جسے لوگوں سے چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یورپی یونین ترکی کو قبول کرے یا نہ کرے! ترکی کے عوام کے لئے بہرحال یورپی یونین کی رکنیت زندہ موت کی جانب ایک اور اقدام ہو گا۔ ایک عظیم مسلم اکثریتی ملک کو اسلام اور مسلمانوں سے دور کرنے کی کاوشیں کی جا رہی ہیں۔ کچھ بھی ہو، یہ یقینی ہے کہ اکثریتی عوام کی مرضی کے خلاف زیادہ دیر نہیں چلا جا سکتا۔ جلد یا بدیر نام نہاد ترک حکمرانوں کو حقیقت تسلیم کرنا پڑے گی اور ترکی کے عوام کی جدوجہد رنگ لائے گی چنانچہ وہ وقت دور نہیں جب مغربی آقاؤں کے ان وفاداروں کو یہاں سے دُم دبا کر بھاگنا پڑے گا۔

(بشکریہ : نیوزلیٹر "اسلام میل")

قرآن کالج برائے طالبات کے جونیئر ونگ کا اجراء

ماڈل ٹاؤن، فیصل ٹاؤن، ٹاؤن شپ، گارڈن ٹاؤن اور
ملحق آبادیوں کے رہنے والوں کے لئے ایک نادر موقع

کلاس VI، VII اور VIII میں داخلے جاری ہیں

مزید تفصیلات کے لئے رجوع کیجئے :

○ پرنسپل قرآن کالج فار گرلز : 433-K، ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم، فون : 5862020
○ ناظم قرآن کالج : 36-کے، ماڈل ٹاؤن، فون : 5869601-03